OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

فقہی مسائل پر قراءات قرآنیہ کا اثر

Impact of Quranic Recitations (*Qira'āt*) on Juristic Issues

Dr. Abdul Hai Madni

Associate Professor, NED University of Engineering and Technology Karachi Pakistan

Dr. Basheer Ahmed Dars

Lecturer, Mehran, UET, SZAB. Campus Khiarpur Mir's, Sindh, Pakistan

Dr. Hafiz Sibghatullah Bhutto

Assistant professor, Department of comparative religion and Islamic culture university of Sindh, Jamshoro. Pakistan

Abstract

Everybody has difference of opinion which is a natural phenomenon, it is also consider a human right as well. Under the Islamic Jurisprudence system, the difference between the narrations of Jurists is similar and does not vary which had many motives, aims etc. Their differences were neither based on their desires, nor was the difference between the differences, but they differed differently and logical means and for the very concrete reasons. So on this basis, the differences were becoming a very important topic, and many books were also written on mutual differences and their means by various prominent scholars. This study has been carried out by keeping in view the differences of opinions among jurists, definition of recitations, established categories, and status of anomalous recitations impediments as well as jurists' stances on espousing certain judicial rulings based on some anomalous recitations. The study is centered on eight controversial themes over which jurists differed due to their respective understandings of the varied recitations: They include,

CC BY

among other things, the obligation of washing up feet in ritual ablution; the permissibility of (sexual) intercourse upon the end of the menstrual period but before purification bathing.; Identification of (the) middle prayer; validity of making up missed sawm (fasting) in consecutive order; status of "sa'ei" "harrowing back and forth" between Safa and Mrawa, etc.

Keywords: Quranic Recitations, Juristic Issues, Islamic Jurisprudence System

تمہید

اختلاف رائے ایک فطری امر ہے اور ایک حد تک انسان کا حق بھی گردانا جاتا ہے۔ چنانچہ شرعی امور میں استنباط ِ احکام کے سلسلے میں فقہائے کرام کے درمیان اختلاف رائے بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے جسکے متعدد اسباب و محرکات تھے ان کا اختلاف نفسانی خواہشات پر مبنی نہیں تھا اور نہ ہی اختلاف برائے اختلاف تھا بلکہ انکا اختلاف متعدد معقول اور منطقی اسباب اور وجوہات کی بناء پر تھا۔ چنانچہ اسی بنیاد پر اس اختلاف رائے کو بہت اہمیت حاصل ہوئی اور فقہائے کرام کے باہمی اختلافات اور انکے اسباب پر متعدد کتب بھی تصنیف کی گئیں۔ بعض فقہاء نے اس اختلاف رائے کہ جو اثرات مرتب ہوئے ان پر کتب تصنیف کیں جیسا کہ ڈاکٹر مصطفی کی کتاب "أثر الأدلة المختلفة فيها في اختلاف الفقهاء" اور ڈاکٹر مصطفی بغا کی کتاب "أثر الإختلاف فی الأدلة المختلفة فیها فی اختلاف الفقهاء" اور پروفیسر محمد عوامہ کی کتاب "أثر الحديث الشريف في إختلاف الأئمة الفقهاء" منظر عام پر آئیں اسکے علاوہ اور بہت سی کتابیں ہیں جن کا تعلق اسی موضوع کے ساتھ ہے مثلاً زنجانی کی کتاب "تخريج الفروع على الأصول" اور تلمسانی کی کتاب "مفتاح الوصول إلى بناء الفروع على الأصول" اور اسنوی کی کتاب "التمهيد في تخريج الفروع على الأصول" قابل ذکر ہیں۔ قرآن مجید شرعی احکام کے استنباط کیلئے مصدر اساسی ہے اور اس مقدس کتاب کی متعدد قراءات ہونے کی وجہ سے بھی بعض احکامات میں فقہائے کرام کے درمیان اختلاف ہوا، تاہم قراءات کے اختلاف کی بنیاد پر فقہی احکام میں اختلاف رائے کے موضوع پر بہت ہی کم لکھا گیا ہے۔ زیر تحریر مقالہ اسی ضرورت کے پیش نظر ایک کاوش ہے۔ یقیناً قراءات قرآنیہ فقہی احکامات پر اثر انداز ہوئی ہیں ان میں سے بعض متواتر قراءات ہیں اور بعض شاذ ہیں۔ مقالہ میں درج ذیل نکات کا تحقیقی تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔

فقہی آراء کے اختلاف کے اسباب، قراءات قرآنیہ کی اقسام اور انکی حجیت، آٹھ مختلف فیہ امور کے احکام شرعیہ جو اختلاف قراءات ہی کی وجہ سے ہی رونما ہوئے مثلاً: وضو میں پاؤں دھونے کا حکم، حائضہ عورت کے ساتھ حیض منقطع ہونے کے بعد غسل سے پہلے ہم بستری کا حکم، صلاۃ الوسطیٰ سے مراد، حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کا رمضان میں روزہ رکھنا، رمضان کے قضا روزوں کا تسلسل، صفا اور مروہ کے درمیان سعی، عمرہ کا حکم، کفارہ کے روزوں کا تسلسل۔

خاتمہ میں بحث کے اہم نتائج پیش کیے جائینگے۔

فقہاء کے مابین اسبابِ اختلاف

فقہاء کے مابین اختلاف کے ممکنہ اسباب درج ذیل وجوہات پر مبنی ہوسکتے ہیں۔[1]

- **صلاحیت فہم و تعلم میں فرق:** حصول علم کی کیفیات یعنی ذہانت، شوق، اکتساب واخذ اور قوتِ فہم کی صلاحیت ہر انسان میں دوسرے متنفس سے مختلف ہوتی ہے جو کہ فقہاء کے مابین اختلاف کا سبب بن سکتے ہیں۔
- **موجود علم میں اختلاف:** اس سے مراد قرآن وسنت کا علم ہے کیونکہ فقیہ جتنا زیادہ قرآن وسنت کو جانتا ہو گا اتنا بہتر ہی وہ توجیہات بیان کر سکے گا۔
- **عربی زبان سمجھنے میں اختلاف:** قرآن عربی زبان میں نازل ہوا لہٰذا جب تک عربی زبان سے کماحقہ واقفیت نہیں ہو گی اس وقت قرآن مجید اور حدیث کو سمجھنا ممکن نہیں ہے چونکہ تمام علماء عربی زبان سے واقفیت میں ایک جیسی صلاحیت نہیں رکھتے لہٰذا جسے عربی زبان پر جتنا عبور ہو گا وہ اتنی ہی زیادہ بہتر فقاہت کا مظاہرہ کر سکتا ہے۔ یہ بھی ایک ممکنہ سبب بنتا ہے۔
- **فقہی مصادر کی حجت میں اختلاف:** بعض فقہی مصادر کی حجت میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے جیسا کہ حدیثِ مرسل، اجماع، عُرف، مصالح المرسلہ اور استحسان میں علماء وفقہاء کے مابین اختلافات پائے جاتے ہیں اسی بنیاد پر سابقہ اُمتوں میں بھی باہمی اختلاف تھا۔
- **صحیح حدیث کی شروط پر اختلاف:** صحیح حدیث کی شروط کے حوالے سے بھی فقہی مذاہب کے حاملین باہم مختلف ہیں جیسا کہ احناف کے نزدیک خبر واحد کے خلاف راوی عمل نہ کرنے اور اس کا موضوع یہ نہیں ہونا چاہیئے کہ جس سے فتنہ پھیلے اور قیاس اور اصول کے خلاف نہیں ہونا چاہیئے، جبکہ مالکیہ کے نزدیک خبر واحد کے حجت ہونے کی شرط یہ ہے کہ وہ اہل مدینہ کے عمل کے موافق ہو اور اس عمل کی منزلت ایسے ہی ہے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی ایک مسئلہ پر ایک سے زائد روایات ہوں لہٰذا ایک روایت کرنے والے کے مقابلے میں اگر ایک جماعت روایت کر رہی ہے تو اس پر عمل کرنا زیادہ حق ہے۔ اور جو چیزیں نبی ﷺ سے آخری وقت میں روایت کی گئیں اہل مدینہ اسکو اچھے طریقے سے جانتے ہیں اور یہی چیزیں فقہاء کے نزدیک اختلاف کا باعث بنیں۔
- **قواعد اُصولیہ میں اختلاف:** قواعد اُصولیہ میں اس طرح اختلاف پایا جاتا ہو جیسا کہ ایک مشترک لفظ کی تحدید کے درمیان اختلاف، کسی حکم کو واجب یا مندوب سمجھنے میں اختلاف، ممانعت کو حرام یا کراہت سمجھنے میں اختلاف، مطلق اور مقید کو سمجھنے میں اختلاف، کسی لفظ کو حقیقت یا مجاز سمجھنے میں اختلاف۔
- دلائل کے تعارض میں اختلاف
- قراءات قرآنیہ کو سمجھنے میں اختلاف

2۔ قراءت کی تعریف

قراءت کی تعریف یہ ہے کہ "قرآن کے الفاظ کو تلفظ کے ساتھ اس طرح ادا کرنا جس طرح رسول اللہ ﷺ نے ادا کیا ہو یا رسول اللہ ﷺ کے سامنے پڑھا گیا ہو اور آپ ﷺ نے اقرار کیا ہو یا وہ لفظ آپ ﷺ کے فعل، قول اور اقرار سے منقول ہو"۔[2] اور اس بات کی طرف اشارہ ملتا ہے کہ قرآن اور قراءت میں فرق ہے یہ دونوں مختلف امور ہیں جیسا کہ امام زرکشی کی رائے ہے۔[3] یا پھر قرآن اور قراءت دونوں ایک ہی چیز ہیں اور ان سے مراد ایک ہی ہے اور یہ بات کتب قراءات سے بھی واضح طور پر ملتی ہے۔ ہماری رائے کے مطابق قرآن اور قراءت نہ ہی دونوں بالکل مختلف چیزیں ہیں اور نہ ہی بالکل ایک ہیں، بلکہ ان میں ربط پایا جاتا ہے۔ جیسا جُز اور کل میں ہے اور صحیح قراءت میں جس کو اُمت نے قبول کیا ہے، وہ قرآن کے جُز میں سے ہے اور بعض قرآن کے حروف میں سے ہے تو ان میں بہت زیادہ ربط پایا جاتا ہے جیسا کہ ربط الجزء اور کل۔

اقسام قراءت

قراءت کی مندرجہ ذیل دو قسمیں ہیں:

1. قراءت متواترہ
2. قراءت صحیحہ

قراءت صحیحہ کی بھی دو قسمیں ہیں:

1. مستفیضہ
2. غیر مستفیضہ

حکم قراءت شاذہ:

فقہاء اور اصولیوں کے نزدیک شاذ قراءت قرآن میں نہیں ہے اور جمہور کے نزدیک قراءت شاذ کے ساتھ پڑھنا حرام ہے۔

فقہی احکام میں شاذ قراءت کا حجت ہونا:

امام ابو حنیفہؒ اور اباضی مذہب کے نزدیک فقہی احکام میں شاذ قراءت سے استدلال جائز ہے۔[4] اور ان کے نزدیک یہ خبر واحد ہے اور باقی فقہاء کے نزدیک فقہی احکام میں شاذ قراءت سے استدلال جائز نہیں ہے اور نہ ہی یہ قرآن سے ہے۔

پہلی مثال

وضو میں پاؤں دھونے کی فرضیت

فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ﴾[5]

لفظ "أَرْجُلَكُمْ" کی قراءت میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ لام کے اوپر زبر، زیر یا پیش پڑھا جائے۔

پہلی قراءت:	حسن بصری اور اَعمش نے لام کے اوپر پیش کے ساتھ (أرجُلُکُم) پڑھا ہے۔[6]
دوسری قراءت:	ابن کثیر، حمزہ، ابو عمرو اور عاصم نے لام کے نیچے زیر کے ساتھ (أرجُلِکم) پڑھا ہے۔[7]
تیسری قراءت:	نافع، ابن عامر، کسائی، حفص اور عاصم نے لام کے اوپر زبر کے ساتھ (أرجُلَکُم) پڑھا۔[8]

یہ قراءات فقہاء میں پاؤں دھونے کی فرضیت کے حکم میں اختلاف کا باعث بنی اور اس سے کیا مراد ہے؟ پاؤں دھونا یا مسح کرنا یا دھونا اور مسح کرنا دونوں ہیں؟ یا پھر ان دونوں میں سے کسی ایک کو اختیار کیا جائے جبکہ اس بات پر اتفاق ہے کہ پاؤں وضو کے ارکان میں سے ہے۔ ان تین قراءات کی بنیاد پر فقہاء کے مابین اختلاف کی تفصیل درج ذیل ہے:

پہلا قول: اس سے مراد غسل ہے جو واجب ہے اور اس روایت کو عکرمہ، ابن عباس، علی، ابن مسعود، زبیر، شعبی، مجاہد، ابراھیم نخعی، ضحاک اور ابن عامر نے روایت کیا ہے۔ اور اس موقف کو جمہور فقہاء احناف، مالکیہ، شافعیہ، حنابلہ اور ابن حزم الظاہری نے اختیار کیا ہے۔[9]

امام نوویؒ کا قول ہے کہ: مسلمانوں کے درمیان اجماع ہے کہ پاؤں دھونا واجب ہے اور اسکے بارے میں کسی نے اختلاف نہیں کیا جو قبول کیا جائے۔[10] ابن قدامہ کا قول ہے کہ: اکثر اہل علم کے نزدیک پاؤں دھونا واجب ہے۔[11] ابن ابی لیلی کا قول ہے کہ: پاؤں دھونے پر صحابہ کرام کا اجماع ہے۔ اور انکی دلیل یہ ہے کہ أرجُلکُم معطوف ہے چہرہ اور ہاتھ دھونے پر اور انھوں نے کہا غسل یعنی پاؤں دھونا فرض ہے حتی کہ أرجُلکُم بھی پڑھا جائے۔[12]

اس کی مثال عربی اشعار میں ملتی ہے جس پر بہت سارے اشعار بھی منقول ہیں جنکا تذکرہ امرؤ القیس نے اپنے معلقہ میں کیا ہے۔

كَأَنَّ أَبَانَا فِي أَفَانِينِ وَدْقِهِ كَبِيرُ أُنَاسٍ فِي بِجَادٍ مُزَمَّلِ

عربوں کا قول ہے "هذا جحرُ ضَبٍ خربٍ" خرب کو زیر کے ساتھ پڑھیں گے اور اسکے ساتھ ضب کو مرفوع پڑھیں گے۔

شیعہ اثنا عشریہ کا قول ہے کہ پاؤں پر مسح کرنا فرض ہے۔[13] اور یہ قول اہل عراق اور اہل حجاز کا بھی ہے ان میں علی، ابن عباس، عکرمہ، انس رضی اللہ عنہم، شعبی اور قتادہ رحمہم اللہ ہیں طوسی نے کہا: پاؤں کے اوپر والے حصے پر ٹخنوں تک مسح کرے اور اسکی دلیل یہ ہے زیر کے ساتھ (أرجُلِكُم) پڑھا جائے اسکی وجہ یہ ہے کہ پاؤں معطوف ہے سر کے مسح پر اور سر کا مسح فرض ہے۔[14]

محمد بن جریر الطبری کا قول ہے: غسل اور مسح دونوں میں سے ایک کو اختیار کیا جائے اور اگر مسح کیا جائے تو پورے پاؤں پر کیا جائے۔[15] اور یہ حسن بصری اور داؤد الظاہری کا بھی قول ہے انکی دلیل یہ ہے کہ یہ دونوں قراءتیں ثابت ہیں اور ان دونوں قراءات کا جمع کرنا مشکل ہے یعنی غسل اور مسح پر سلف میں سے کوئی بھی قائل نہیں ہے اور جو بھی زبر والی قراءت پر عمل کرے تو غسل کرے جو زیر والی قراءت پر عمل کرے وہ مسح کرے اور بعض اہل ظاہر کے نزدیک غسل اور مسح دونوں کو جمع کیا جائے اور یہ بعض متاخرین کا بھی یہ قول ہے۔

راجح قول

پاؤں کا غسل فرض ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے کیفیت وضو کی تمام احادیث میں غسل مذکور ہے نہ کہ مسح۔ اس اعتبار سے جمہور کے دلائل قوی ہیں۔

پہلی دلیل: آپ ﷺ پاؤں کا غسل کرتے تھے مسح نہیں کرتے تھے جیسا کہ صحیح بخاری میں ابن عباسؓ سے حدیث مروی ہے کہ پاؤں کا غسل کیا اور کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم وضو میں اس طرح کرتے تھے۔[16]

دوسری دلیل: عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ فرماتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ سے مدینہ تشریف لے جا رہے تھے تو کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے عصر کی نماز کیلئے جلدی میں وضو کیا اور انکے ٹخنے خشک رہ گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: "وَيْلٌ لِلأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ أَسْبِغُوا الْوُضُوءَ" (خشک ایڑھیوں کے لیے جہنم کی 'ویل' نامی وادی ہے، وضو پوری طرح سے کرو)[17] اور یہ پاؤں دھونے سے ہی حاصل ہوتا ہے۔

دوسری مثال: حائضہ عورت کے ساتھ حیض منقطع ہونے کے بعد غسل سے پہلے ہم بستری کا حکم

فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿وَيَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ اَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ﴾[18]

حمزہ، کسائی اور عاصم نے "**ط**" اور "**ھ**" کو تشدید کے ساتھ "**يَطَّهَّرْنَ**" پڑھا ہے یعنی پانی کے ساتھ غسل کرے گی اگر غسل نہیں کرے گی تو ناپاک ہو گی اور اس قراءت کی وجہ سے فقہاء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔

پہلا قول: اگر حیض منقطع ہو گیا ہے تو عورت کے ساتھ ہم بستری اُس وقت تک نہیں کر سکتے جب تک وہ غسل یا تیمم نہ کر لے اور یہ قول زفر، ابن المنذر، سلیمان بن یسار، زہری، ربیعہ، ثوری، لیث، اسحاق، ابی ثور، عطاء، مجاہد اور اکثر اہل علم جیسا کہ مالکیہ، شافعیہ، اور حنابلہ کا ہے۔[19] انکی دلیل یہ ہے "**ط**" اور "**ھ**" کو تشدید کے ساتھ **يَطَّهَّرْنَ** پڑھیں گے اور اس سے غسل کرنا واضح ہے اور تخفیف والی قراءت "**يَطْهُرْنَ**" سے مراد یہی چیزیں ثابت ہوتی ہیں غسل کا یہی مفہوم عربی زبان میں مشہور ہے۔ اور مباح کیفیت اسکی دو شروط ہیں خون رک جائے اور غسل بھی کرے۔

دوسرا قول: امام طبری کے نزدیک تشدید والی قراءت راجح ہے یعنی غسل کرے۔[20]

تیسرا قول: ابن حزم کے نزدیک تخفیف والی قراءت راجح ہے مگر ان کے نزدیک یہ شرط ہے کہ یا تو وضو کرلے یا صرف شرمگاہ دھولے اگر وضو کرلے یا شرمگاہ دھولے تو اسکے ساتھ ہم بستری کرسکتے ہیں۔[21]

چوتھا قول: احناف نے ان دونوں قراءات کو جمع کیا ہے کہ تخفیف والی قراءت سے مراد اسکا خون رک جائے اکثر مدت میں اور تشدید والی قراءت سے مراد کم مدت میں خون رک جائے۔[22]

راجح قول: جمہور کا قول راجح ہے کہ عورت کے ساتھ ہم بستری اس وقت تک نہیں کرسکتے جب تک خون رکنے کے بعد غسل نہ کرلے اور یہی قرآن میں ظاہر ہے اس میں دونوں قراءت جمع ہیں۔

تیسری مثال: صلاۃ الوسطیٰ سے مراد

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ﴾[23] حضرت عائشہؓ اور ابن عباسؓ یہ قراءت مروی ہے۔"والصلاۃ الوسطی وصلاۃ العصر"۔اور یہی فقہاء کے نزدیک اختلاف کا باعث بنی ہے کہ صلاۃ الوسطیٰ سے کیا مراد ہے؟

پہلا قول: کچھ نے کہا ظہر کی نماز ہے اور یہ زید بن ثابت، اسامہ بن زید، ابوسعید الخذری، عبد اللہ بن عمر، عائشہ اور عبد اللہ بن شداد کا قول ہے ۔[24] اور انکی دلیل یہ ہے حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ سے مروی ہے کہ نمازوں کی حفاظت کرو صلاۃ الوسطیٰ اور صلاۃ العصر کی۔[25] زید بن ثابت نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز شدید گرمی کے وقت پڑھتے تھے اور یہ نماز صحابہ کرام پر بہت بھاری ہوتی تھی تو یہ آیت نازل ہوئی: ﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ﴾[26]

دوسرا قول: جنھوں نے **الوسطی** ' پر وقف کے ساتھ قراءت کی انھوں نے اس بات پر اختلاف کیا ہے کہ **صلاۃ الوسطیٰ** کونسی نماز ہے بعض نے کہا: "نماز عصر ہے اور یہی علی، ابن عباس، ابن عمر، ابوہریرہ اور ابوسعید الخذری رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔ شافعیہ، احناف، حنابلہ اور اکثر جمہور کے نزدیک نماز عصر ہے اور انکی دلیل یہ حدیث ہے آپ ﷺ نے فرمایا صلاۃ الوسطیٰ سے مراد صلاۃ العصر ہے"۔[27]

کچھ نے صلاۃ الوسطیٰ سے مراد نماز مغرب لیا ہے یہ قول قبیصہ بن ذؤیب کا ہے۔[28] کچھ نے اس سے مراد نماز عشاء لی ہے۔[29]

بعض نے اس سے مراد صبح کی نماز بھی لی ہے اور یہی قول شافعی اور کچھ مالکیہ کا بھی ہے۔[30] کچھ نے کہا جمعہ کی نماز ہے۔[31]

کچھ نے کہا ظہر اور عصر دونوں ہیں یہ قول ابو بکر ابھری کا بھی ہے۔[32] اور بعض کے نزدیک اس سے مراد عشا اور فجر کی نماز ہے یہ قول ابو درداء کا ہے۔[33]

راجح قول:

جمہور کا قول راجح ہے یعنی صلاۃ الوسطیٰ سے مراد صلاۃ العصر ہے کیونکہ یہ صحیح احادیث سے ثابت ہے جو حدیث عائشہؓ اور حفصہؓ سے مروی ہے وہ صلاۃ الوسطیٰ کی تفسیر ہے۔

چوتھی مثال: حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کا رمضان میں روزہ رکھنا

ارشاد باری تعالیٰ ہے : ﴿وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَه فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّه وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾[34]

پہلی قراءت: ابن عباسؓ و ایک جماعت نے "يُطِيْقُوْنَه" کو "يُطَوَّقُونَهُ" پڑھا جیسا کہ ابن خالویہ نے اشارہ کیا ہے۔[35]

دوسری قراءت: مجاہد نے "يُطَّوَّقُونَهُ" پڑھا ہے۔[36]

تیسری قراءت: عطاء نے ابن عباسؓ سے "یتطَوَّقُونَہُ" پڑھا ہے۔[37]

چوتھی قراءت: مجاہد نے اورابن عباسؓ نے "ي" کو تشدید اور زبر کے ساتھ "یُطَیَّقُونَہُ" پڑھااور "یُطَیَّقُونَه" بھی پڑھا ہے۔[38]

ان مختلف قراءت کی بناء پر علماء کے درمیان اس آیت کے مفہوم میں اختلاف پیدا ہوا۔

پہلا قول: جمہور علماء کے نزدیک ہر شخص کو اختیار تھا کہ روزہ رکھے اگر نہیں رکھے تو وہ روزانہ ایک مسکین کو کھانا کھلائے پھر بعد میں یہ حکم منسوخ ہوگیا اور روزہ واجب ہوگیا۔[39] جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے ابن ابی لیلی نے کہا صحابہ کرامؓ نے فرمایا: رمضان آیا اور ان پر بھاری پڑا کچھ لوگ ایک مسکین کو کھانا کھلاتے تھے اور روزہ چھوڑ دیتے تھے حالانکہ انکی روزہ رکھنے کی استطاعت ہوتی تھی آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے انکو اجازت دی بعد میں اس آیت نے اس حکم کو منسوخ کر دیا ﴿وَأَن تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ﴾[40]

جمہور کا مذہب "یُطِیْقُوْنَه" والی قراءت پر مبنی ہے "یُطِیْقُوْنَه" یعنی اس پر طاقت رکھتے ہوں کیونکہ روزوں کی فرضیت اسطرح تھی کہ جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے چھوڑ دے۔ **دوسرا قول:** ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یہ آیت خاص ان لوگوں کیلئے تھی جو بوڑھے اور کمزور تھے لیکن روزہ رکھنے کی استطاعت رکھتے تھے پھر یہ آیت منسوخ ہوگئی اس آیت ﴿فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ کی وجہ سے یہ رخصت ختم ہوگئی اور یہ رخصت صرف ان کیلئے تھی جو استطاعت نہ رکھتا ہو اور اسکی بناء پر فقہاء کے درمیان حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کے فدیہ کے حکم میں اختلاف ہے اگر حاملہ یا دودھ پلانے والی عورت کو اپنی جان کا خطرہ ہو تو روزہ چھوڑ سکتی ہیں۔[41]

راجح قول: بوڑھے اور کمزور جو روزہ نہیں رکھ سکتے ان پر فدیہ نہیں ہے کیونکہ وہ روزہ رکھنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔

پانچویں مثال: رمضان کے قضا روزوں کا تسلسل

فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿اَيَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ﴾[42]

پہلی قراءت: ابی بن کعب اس آیت کو "فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ متتابعات" پڑھتے تھے۔[43]

دوسری قراءت: جمہور اس آیت کو متتابعات کے بغیر پڑھتے تھے۔[44]

اس لفظ کی بناء پر فقہاء میں رمضان کے قضا روزوں کے تسلسل کے حکم میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

پہلا قول: احناف، مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک تسلسل کے ساتھ قضا روزے رکھنا واجب نہیں بلکہ مستحب ہے اور یہ ابن عباس، انس بن مالک، ابوہریرہ، ابو قلابہ، مجاہد، ثوری اور اوزاعی کا قول ہے۔[45]

پہلی دلیل: یہ آیت ہے: "فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ" اس آیت میں تسلسل کا ذکر نہیں ہے کیونکہ تسلسل ایک خاص وقت میں تھا اور جب یہ وقت گزر گیا تو یہ حکم ختم ہوگیا۔[46]

دوسری دلیل: ابوہریرہؓ کی روایت ہے رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا جس کے رمضان کے روزے رہتے ہوں وہ مسلسل رکھے وقفہ نہ کرے۔[47]

ان کے نزدیک تسلسل والی قراءت منسوخ ہوگئی بعض کے نزدیک تسلسل واجب ہے یہ قول علیؓ، ابن عمرؓ، عائشہؓ اور بعض اہل ظاہر کا ہے انکی دلیل ابی بن کعب والی قراءت "فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَمتتابعات" ہے۔[48]

راجح قول: رمضان کے قضا روزوں کا تسلسل کے ساتھ رکھنا مستحب ہے واجب نہیں ہے اسکی دلیل ابوہریرہؓ کی روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے رمضان کے روزے رہتے ہوں وہ مسلسل رکھے وقفہ نہ کرے اور ابی بن کعب والی قراءت منسوخ ہے۔

چھٹی مثال: صفا اور مروہ کے درمیان سعی

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللَّهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ﴾[49]

پہلی قراءت: ابن خالویہ نے "أَنْ لَا يَطَّوَّفَ بِهِمَا" قراءت کیا اور اس کی نسبت ابن مسعود، انس بن مالک اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کی طرف کی ہے اس قراءت کی بناء پر صفا اور مروہ کے درمیان سعی کے بارے میں جس نے عمرہ کیا ہو یا حج کیا ہو اسکے متعلق فقہاء میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اور انکی دلیل یہ ہے "فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا" اور ابن مسعود کی قراءت شاذ ہے اور قرآن کے خلاف ہے ہو سکتا ہے یہ لا زائدہ ہو۔[50]

دوسری قراءت: امام احمد سے روایت ہے اور ابن مسعود، ابی بن کعب، ابن عباس، سعید بن جبیر، ابن سیرین اور عطا کا قول ہے یہ نفل ہے اس کے ترک میں کوئی حرج نہیں ہے انکی دلیل ابن مسعود کی قراءت ہے "أَنْ لَا يَطَّوَّفَ بِهِمَا" انھوں نے اس سے یہ استدلال کیا ہے کہ اسکو ترک کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔[51]

راجح قول: صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا عمرہ اور حج کا رکن ہے ابن مسعود والی قراءت شاذ ہے اور قرآن کے خلاف ہے۔

ساتویں مثال: عمرہ کا حکم

فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ﴾[52]

پہلی قراءت: حسن بصری نے "وَالْعُمْرَةُ" یعنی پیش کے ساتھ پڑھا۔ ابن خالویہ نے اس کی علی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم کی طرف نسبت کی ہے اور انھوں نے اس سے یہ استدلال لیا کہ جس نے پیش کے ساتھ "وَالْعُمْرَةُ" قراءت کی ہے عمرہ مبتدا ہے اور لفظ "اللہ" خبر ہے۔[53]

دوسری قراءت: جنہوں نے زبر کے ساتھ "وَالْعُمْرَةَ" قراءت کی ہے ان کے نزدیک یہ حج پر عطف ہے۔[54]

اور ان دونوں قراءت کی وجہ سے فقہاء میں عمرہ کے حکم میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

پہلا قول: احناف، مالکیہ، حنابلہ اور شافعیہ کا قول ہے عمرہ سنت ہے یہ ابن مسعود اور ابو ثور کا قول ہے۔[55]

امام کاسانیؒ نے فرمایا اس آیت میں کوئی دلیل نہیں ہے کہ عمرہ فرض ہے کیونکہ عمرہ پیش کے ساتھ پڑھا گیا ہے اور یہ کلام تام ہے حج پر معطوف نہیں ہے کیونکہ مشرکین مکہ کے گمان میں یہ تھا کہ عمرہ بتوں کیلئے ہے لیکن اللہ تعالی نے فرمایا یہ صرف میرے لئے ہے جیسا کہ حدیث میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا حج جہاد ہے اور عمرہ نفل ہے اور اسلام کے پانچ بنیادی ارکان والی حدیث میں بھی عمرہ کا ذکر نہیں ہے اور یہ اس کی دلیل ہے کہ عمرہ فرض نہیں ہے۔

دوسرا قول: بعض حنابلہ، شافعیہ اور ابن حزم الظاہری کے نزدیک عمرہ واجب ہے اور یہ قول عمر، ابن عباس، زید بن ثابت، جابر رضی اللہ عنہم، سعید بن مسیب، سعید بن جبیر، عطا، طاوس، مجاھد، حسن بصری، ابن سیرین، شعبی، ثوری، مسروق، ابوبردہ بن ابو موسی الاشعری اور عبد اللہ بن شداد وغیرہ کا ہے۔ انکی دلیل زبر والی قراءت "وَالْعُمْرَةَ" ہے کہ اللہ تعالی نے حج کا حکم دیا پھر عمرہ کو حج پر عطف کیا تو جس طرح حج فرض ہے عمرہ بھی اسی طرح فرض ہے کیونکہ عطف کا معطوف کے برابر ہونا ضروری ہے۔[56]

راجح قول: عمرہ سنت ہے فرض نہیں ہے کیونکہ حدیث میں اسلام کے پانچ ارکان میں اسکا ذکر نہیں ہے اور رفع والی قراءت شاذ ہے۔

آٹھویں مثال: جھوٹی قسم کے کفارہ روزوں کے تسلسل کا حکم

ارشاد باری تعالیٰ ہے : ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ فَكَفَّارَتُهٗ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ وَاحْفَظُوا اَيْمَانَكُمْ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيَاتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾ [57]

پہلی قراءت: ابی بن کعب اور ابن مسعود نے "ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ متتابعات" پڑھا اور اس کی نسبت نخعی کی طرف کی ہے۔[58]

دوسری قراءت: جمہور نے "فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ" متتابعات کے بغیر قراءت کی۔[59]

ان قراءات کی وجہ سے فقہاء کے درمیان کفارہ روزوں کے تسلسل کے حکم میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ کیا یہ روزے تسلسل کے ساتھ رکھنا شرط ہے یا بغیر تسلسل کے ساتھ رکھنا بھی جائز ہے؟

پہلا قول: شافعیہ مالکیہ، حنابلہ کے نزدیک تسلسل شرط نہیں ہے اور انکی دلیل یہ ہے ﴿فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ﴾[60]

دوسرا قول: احناف، شافعی اور حنابلہ کے علاوہ ظاھری مذہب میں تسلسل کے ساتھ روزے رکھنا شرط ہے اور یہ قول ابراھیم نخعی، ثوری، اسحق، ابو عبید، ابو ثور، علی رضی اللہ عنہ،، عطا، مجاہد اور عکرمہ کا ہے۔[61]

انکی دلیل یہ ہے "فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ متتابعات" ابی بن کعب اور عبد اللہ بن مسعود کی قراءت بھی یہی ہے۔

امام احمد نے بھی اس آیت کی تفسیر میں ذکر کیا اگر یہ قرآن ہے تو ایک دلیل ہے، کیونکہ یہ اللہ کا کلام ہے اور اگر قرآن نہیں تو یہ نبی ﷺ کی تفسیر ہے تو اس کیلئے خبر کا درجہ ثابت ہوتا ہے تو یہ دونوں حالتوں میں حجت ہے۔

راجح قول: تسلسل کے ساتھ روزے رکھنا شرط نہیں ہے اور تسلسل کے بغیر روزے رکھنا جائز ہے اس کا فرق ظاہر نہیں ہے کہ روزے تسلسل کے ساتھ رکھے جائیں یا بغیر تسلسل کے اور دوسری قراءت مستحب ہے۔

نتائج بحث

اس بحث کے اہم نتائج مندرجہ ذیل ہیں۔

1. قراءت کی تین اقسام ہیں۔ متواترہ، صحیح، شاذ
2. فقہاء اور اصولیوں کے نزدیک شاذ قراءت قرآن میں سے نہیں ہے۔ اور جمہور کے نزدیک شاذ قراءت کے ساتھ پڑھنا حرام ہے جیسا کہ نماز میں پڑھنے سے نماز نہیں ہو گی۔
3. فقہی احکام میں شاذ قراءت کو دلیل بنانا باعث اختلاف ہے کچھ نے کہا حجت ہے کچھ نے کہا حجت نہیں ہے۔
4. علماء نے اس آیت کے حرف لام کی قراءت میں اختلاف کیا" وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ "پیش، زبر یا زیر کے ساتھ پڑھا جائے اسکی وجہ سے پاؤں دھونے کی فرضیت میں اختلاف ہے کیا اس سے مراد دھونا ہے یا مسح کرنا ہے جمہور کے نزدیک اس سے مراد دھونا ہے۔
5. علماء نے اس آیت "وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ" میں حرف طا کی قراءت میں اختلاف کیا ہے بعض نے سکون کے ساتھ پڑھا ہے اور بعض نے تشدید کے ساتھ ان دو قراءت کی وجہ سے اس بات میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ حائضہ عورت کے ساتھ خون منقطع ہونے کے بعد غسل سے پہلے ہم بستری کر سکتے ہیں یا نہیں۔
6. فقہاء کے اقوال میں صلاۃ الوسطیٰ کی تعیین میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ اس سے مراد کونسی نماز ہے اور راجح قول یہ ہے کہ عصر کی نماز ہے۔
7. اس آیت ﴿وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ﴾ میں قراءت کے اختلاف کی وجہ سے فقہاء میں اس بات میں اختلاف ہے کہ حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کا رمضان میں روزہ رکھنا واجب ہے یا چھوڑ سکتی ہے۔

8. قراءت کے اختلاف کی وجہ سے فقہاء میں اس بات میں اختلاف ہے کہ رمضان کے قضا روزے اور جھوٹی قسم کے کفارہ کے روزے تسلسل کے واجب ہیں یا نہیں۔ جمہور کے نزدیک واجب نہیں ہیں اور یہی راجح قول ہے۔
9. قراءت کے اختلاف کی وجہ سے فقہاء میں صفا اور مروہ کے درمیان سعی کے حکم میں اختلاف ہے جمہور کے نزدیک یہ رکن ہے۔
10. فقہاء نے اس آیت ﴿وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ﴾ میں الْعُمُرَة کی تاء مربوطہ کی قراءت میں اختلاف کیا ہے بعض نے پیش کے ساتھ پڑھا ہے اور بعض نے زبر کے ساتھ اس قراءت کے اختلاف کی وجہ سے عمرہ کے حکم میں اختلاف ہے راجح قول یہ ہے کہ عمرہ سنت ہے۔

References

[1] Ibn-e-Tamiyyah, Ahmed bin Abdul Haleem, Rafa ul Melam An il Aima tul Alam, Tehqeeq: Muhammad Saeed Al Badri, Cairo, Beruit, Darul Kutb Al Misri Wa Darul Kitab Al Lebonan, 1990, Page No: 46.
[2] Zarakshi, Badruddin, Al-Burhan fi Ulum ul Quran, Darul Fikr, Beruit, 1988, V 1, Page No:395-396
[3] قAl- Banna, Ahmed bin Muhammad bin Ahmed bin Abdul Ganni Al Dumyati, Itahaf Fazala Al-Bashar Fil Qiraat al Arba'a Ashr, Shoban Muhammad Ismael, Beruit, Alim Ul Kutb, 1987, V 1, Page No:96
[4] Al-Beli, Ahmed Al beli, Al- Ikhtilaf Bain Al Qiraat, Dar ul Jeel, 1988, Page No: 113
[5] Al- Quran 6:5
[6] Abdul Fatah Al-Qazi, Al Qiraat al Shaza, Darul Kitab Al Arbi, Beruit, 1401 A.H, Page No: 42
[7] Ibne Abi Maryam , Al Moza'a fi Wujuhul Qirat Wa alalha, Tehqeeq: Umer Al Kabeesi, Al-Jama'at Al Khairiyah Li-Tehfeez ul Quran, Jeddah, 1993, V 1, Page No: 437
[8]Al- dani, Abu Amar, Usman bin Saeed, Al Taiseer fil Qira'at Al Saba's, Darul Kutb Al-Ilmiyyah, Beruit, 1996, Page No:98
[9] Ibne al Hajaj, Muslim bin al Hajaj, Al Jamia Al Sahih, Maktaba Dar Ahya Al Taras Al Arbi, Beruit, V 1, Page No: 241
[10] –Al Navvi, Yahya Bin Sharf, Al Majmi Sharah Al Mohazzib, Tehqeeq: Muhammad Najeeb Al Mute'e, Maktaba Al-Irshad, Jeddah, Page No: 447
[11] Ibne Qudamah, Al Mugni, Darul Fikr, Beruit, 1992, V 1, Page No: 150
[12] Ibne Qedamah, Al Mugni, 1992, V 1, Page No: 150
[13] AL- Tusi, Al-Nihaya Fi Mujarad al Fiqh wal Fatawah, Darul Kutb Al Arbi, Beruit, 1980, V 1, Page No:27
[14] Al- Tusi, Al Nihaya Fi Mujarad Al Fiqh wal Fatawa, V 1, Page No:13
[15] Tabri, Jamia al Bayyan An Taweel Ai Al Quran, Darul Fikr, Beruit, 1405 A.H, V 6, Page No: 130
[16] Bukhari, Abu Abdullah, Muhammad Bin Ismail, Al Jamia Al Sahih, Maktaba Braye Nashro Isha'at , Al Riyadh, V 1, Page No: 65, Hadith No: 140
[17] Al Sajistani, Abu Dawood, Sulaiman Bin Al Ashat, Sunan Abi Dawood, Darul jel, Beruit, Hadith No: 97
[18] Al-Quran 222:2
[19] Ibne Qudamah, Al Mugni, 1992, V 1, Page No: 387
[20] Tabri, Jamia al Bayyan An Taweel Ai Al Quran, 1405 A.H, V 2, Page No: 385

[21]Ibne Hazam, Ali bin Ahmed, Al Muhalli, V 2, Page No: 272
[22] –Aini, Al Benayah fi Sharah al Hidayah , Darul Fikr, Beruit, 1401 A.H, V 1, Page No: 653
[23] Al-Quran 238/2
[24] Qurtubi, Abu Abdullah, Muhammad bin Ahmed Al Ansari, Aljame Ul Ahkam Il Quran, V 3, Page No: 293
[25] Sajistani, Abu Dawood, Sulaiman Bin Al Ashat, Sunan Abi Dawood, V 1, Page No: 109-110, Hadith No: 410
[26] Sajistani, Abu Dawood, Sulaiman Bin Al Ashat, Sunan Abi Dawood, V 1, Page No: 109-110, Hadith No: 411
[27]As Sarakhsi, Muhammad bin Ahmed bin Abi Sahal, Al Mabsut, Darul Marafat, Beruit, 1409 A.H, V 1, Page No: 141
[28] Qurtubi, Abu Abdullah, Muhammad bin Ahmed Al Insari, Aljame Ul Ahkam Il Quran, V 3, Page No: 210
[29] Al-Qurtubi, Abu Abdullah, Muhammad bin Ahmed Al Insari, Aljame Ul Ahkam Il Quran, V 3, Page No: 210
[30] Navavi, Yahya Bin Sharaf, Al Majmu Sharah Al Mohazab, V 3, Page No. 63
[31] Qurtubi, Abu Abdullah, Muhammad bin Ahmed Al Insari, Aljame Ul Ahkam Il Quran, V 3, , Page No: 211
[32] Qurtubi, Abu Abdullah, Muhammad bin Ahmed Al Insari, Aljame Ul Ahkam Il Quran, V 3, , Page No: 212
[33] Al-Qurtubi, Abu Abdullah, Muhammad bin Ahmed Al Insari, Aljame Ul Ahkam Il Quran, V 3, , Page No: 212
[34] Al -Quran 184:2
[35] Ibn e Khaluaya, Mukhtasar Fi Shawaz Al Quran Min Shawaz al Quran min Kitab Al Bedi, Darul Hijrah,
[36] ،Abu Habban, Muhammad Bin Yusuf bin Ali, Tafseer Al Bahr Al Muheet, Tehqeeq: Adil Abdul Mojud, Darul Kutb Al Ilmiyah, Beruit, 1413 A.H, V 2, Page No: 35.
[37] Aḥmad Mukhtār, Mu'jam al-qirā'āt al-Qur'ānīyah ma'a muqaddimah fī al-qirā'āt wa-ashhar al-qurrā' V. 1, P. 141.
[38] Abi Alfath Othman Bin jani, Al-Muhatasib fi tabyeene wujoohe shawwaz al qira'at, Lajanat ul Ihya Al Turat al Islami, Cario . V. 1, P. 181
[39] Al-Navavi, Yahya Bin Sharaf, Al Majmu Sharah Al Mohazab, V 6, Page No. 249
[40] Bukhari, Abu Abdullah, Muhammad Bin Ismail, Al Jamia Al Sahih, Maktaba Braye Nashro Isha'at , Al Riyadh, V 2, Page No: 866, Hadith No: 1847
[41] Sajistani, Abu Dawood, Sulaiman Bin Al Ashat, Sunan Abi Dawood, V 1, Page No: 305-306, Hadith No: 2317ō
[42] Al–Quran 184:2
[43] –Abū Ḥayyān , Muḥammad ibn Yūsuf bin 'Alī ibn Yūsuf ibn Hayyān Tafsir Al Bahr Al Muhit. V. 2, P. 32.
[44] Al-Qurtubi, Abu Abdullah, Muhammad bin Ahmed Al Insari, Al-Jame li Ahkam Al Quran, V 3, Page No: 210
[45] Kāsānī, Abū Bakr ibn Masʿūd, Kitāb badāʾiʿ al-ṣanāʾiʿ fī tartīb al-sharāʾiʿ, Darul Kutubul Ilmiyyah, Beirut, 1406 A.H, V. 2, P. 102
[46] Al-Maqdisī, Abdul Rehman Bin Muhammad bin Ahmed Bin Qudamah, Al- Sharh al-Kabeer Ala Matin al- al-Muqni. V. 3. P. 85.

[47] Abu Hasan Ali ibn Umar ibn Ahmad ibn Mahdi al-Daraqutni, Sunan al-Daraqutni, Dar Ihya al-Turath al-Arabi, Beirut. V. 2, P. 191. Hadith. 57.
[48] IBin Rushd, Abu Waleed Muhammed Bin Ahmed Bin Muhammed Bin Ahmed Bin Rushd al Qurtuby, Badayata Al-Mujtahid wa Nahayat Al-Muqtasid. Dar Taufiqiah, Cario V. 1, P. 535.
[49] Al–Quran 158/2
[50] Ibn e Khaluaya, Mukhtasar Fi Shawaz Al Quran Min Shawaz al Quran min Kitab Al Bedi, Darul Hijrah. P. 11.
[51] Qadi Abu Waleed Muhammed Bin Ahmed Bin Muhammed Bin Ahmed Bin Rushd al Qurtuby, Badayata Al-Mujtahid wa Nahayat Al-Muqtasid. V. 1, P. 612.
[52] Al–Quran 196/2
[53] Abu al-Baqa Abdullah bin al-Husayn bin Abdullah bin al-Husayn, I'RAB AL-QIRA'AT al Shawwaz. Alim uk Kutub, Beirut, 1417 A.H . V. 1, P. 237
[54]Al- Banna, Ahmed bin Muhammad bin Ahmed bin Abdul Ganni Al Dumyati, Itahaf Fazala Al-Bashar Fil Qiraat al Arba'a Ashr, Shoban Muhammad Ismael, Beruit, Alim Ul Kutb, 1987, V 1, Page No:433
[55] Al-Kamal ibn al-Humam, Fath al-Qadeer lil-'Ajiz al-Faqeer. Dar ul Fikar, Beirut, Dar ul Fikar, Beirut, v. 2, P. 306
[56] Al Mugni, Darul Fikr, Beruit, 1992, V. 3, Page No: 175-174
[57] Al –Quran 89/5
[58] Abū Ḥayyān , Muḥammad ibn Yūsuf bin 'Alī ibn Yūsuf ibn Hayyān Tafsir Al Bahr Al Muhit. V. 4, P. 14.
[59] Qadi Abu Waleed Muhammed Bin Ahmed Bin Muhammed Bin Ahmed Bin Rushd al Qurtuby, Badayata Al-Mujtahid wa Nahayat Al-Muqtasid . V. 1, P. 736
[60] Al-Ansari Zakaria bin Muhammad bin Zakaria, Asna Al-Matalib fi Sharh Rawd Al-Talib , Darul Kitabul Islamic. V. 4, p. 248.
[61] As Sarakhsi, Muhammad bin Ahmed bin Abi Sahal, Al Mabsut, Darul Marafat, Beruit, 1409 A.H, V 3, Page No:75